QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

وضعِ حدیث: اسباب و مقاصد اور اثرات کا تحقیقی جائزہ

Hadith Fabrication: A Scholarly Analysis of Its Causes, Motives, and Effects"

Hafiz Muhammad Hasnain Asadi
Lecturer Palm Tree International Collegiate Qasba Gujrat Muzaffargarh Punjab Pakistan
Email: muhammadhasnain5879@gmail.com
Azher ul Mustafa
Visiting faculty member in Islamic Studies at Ghazi university DG Khan
Email:azherulmustafa06@gmail.com
Dr. Allah Ditta
Assistant Professor/HOD Islamic Studies Department FG Degree College (W) Multan Cantt Email profabughufran475@gmail.com

Abstract

The Qur'an is the preserved Word of Allah, while the Sunnah of the Messenger ﷺ is its practical interpretation and explanation. The noble hadith not only provide the foundation for beliefs ('aqa'id) and acts of worship ('ibadat), but also offer guidance in matters of ethics, social dealings, and communal life. Alas, with the passage of time, certain trends emerged that undermined the true spirit of the Prophetic traditions. Among these, the most dangerous was the phenomenon of "fabricated hadith" (mawdu' ahadith) statements falsely attributed to the Messenger of Allah ﷺ by individuals or groups in different eras to serve their personal interests, biases, or misguided ideologies.Such fabricated narrations not only obscure the pure form of the religion, but also plunge ordinary Muslims into the mire of misguidance, innovations (bid'ah), and erroneous beliefs. They have been used as tools to divert the Ummah from the authentic Sunnah, to lay flawed jurisprudential or sectarian foundations, and at times, to achieve political or religious objectives. For this reason, the hadith scholars (muhaddithun) devoted their lives to investigating, scrutinizing, and identifying these fabrications.In the present article, we will examine in detail who the fabricators of hadith were and what drove them to commit such acts, explore the possible motives and objectives behind these fabrications, and analyze their individual and collective impact on the Muslim community.

Keywords:*Hadith Fabrication,Causes,Motives,Effects,Sectarian Basis, Individual and Collective Effects-*

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

تمہید:

اسلامی تعلیمات کی اساس قرآن و سنت پر قائم ہے، اور انہی دو مصادر سے امت کو راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن مجید اللہ کا محفوظ کلام ہے، جب کہ سنت رسول ﷺ اس کی عملی تفسیر اور تشریح ہے۔ احادیث مبارکہ نہ صرف عقائد و عبادات کی بنیاد فراہم کرتی ہیں بلکہ اخلاق، معاملات اور معاشرت کی بھی رہنمائی کرتی ہیں۔ مگر صد حیف! وقت گزرنے کے ساتھ کچھ ایسے رجحانات بھی جنم لیتے گئے جنہوں نے حدیثِ نبوی کی اصل روح کو مجروح کیا۔ انہی رجحانات میں سب سے خطرناک رجحان "من گھڑت احادیث" (موضوع احادیث) کا ہے، جنہیں مختلف ادوار میں مختلف افراد یا گروہوں نے اپنے مفادات، تعصبات یا گمراہ کن نظریات کی ترویج کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا۔ یہ من گھڑت احادیث نہ صرف دین کی خالص شکل کو دھندلا کرتی ہیں بلکہ عام مسلمان کو گمراہی، بدعات اور غلط عقائد کی دلدل میں بھی دھکیلتی ہیں۔ ان کے ذریعے امت کو اصل سنت سے ہٹانا، غلط فقہی و مسلکی بنیادیں رکھنا، اور بعض اوقات سیاسی یا مذہبی مقاصد حاصل کرنا بھی ایک مکروہ مقصد رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے من گھڑت احادیث کی چھان بین، تحقیق و تنقید اور ان کی نشاندہی کو اپنی زندگی کا مشن بنایا۔ زیر نظر آرٹیکل میں ہم اس اہم موضوع کا تفصیلی جائزہ لیں گے کہ من گھڑت احادیث کو وضع کرنے والے کون تھے اور ان کے اسباب کیا تھے، ان کے پس پردہ محرکات و مقاصد کیا ہو سکتے ہیں، اور ان کے انفرادی و اجتماعی اثرات امت پر کیسے مرتب ہوئے۔

وضاعینِ حدیث:

وہ کون سے نام ہیں جنہوں نے خود سے حدیثیں گھڑی اور انہیں عوام الناس کے سامنے پیش کیا اور احادیث وضع کرنے میں ان کا اسلوب کیا تھا۔

اصنافِ وضاعین:

جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ پر افترا پردازی کی، اور جھوٹی احادیث وضع کر کے انہیں حضور ﷺ کی طرف منسوب کیا ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں:

"کذابین اور وضاعین بہت زیادہ لوگ ہیں، جن کے نام میں نے اپنی کتاب (الضعفاء والمتروکین) میں جمع کر دیئے ہیں"۔

اس کے بعد انہوں نے بعض کبار وضاعین کے نام ذکر کئے ہیں۔[1]

امام نسائیؒ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ پر افترا پردازی میں معروف کذاب چار ہیں: مدینہ میں ابن ابی یحییٰ، بغداد میں الواقدی، خراسان میں مقاتل بن سلیمان اور شام میں محمد بن سعید المصلوب"۔[2]

یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ برہان الدین الحلبی نے (الکشف الحثیث) میں ۸۸۰ وضاعین کے نام، جبکہ ابن عراق نے

---

[1] ابن الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی، الموضوعات، (الریاض: مکتبۃ أضواء السلف 1418ھ) ج1 ص 35

[2] ابن الجوزی، الموضوعات، ج1 ص 37

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

(تنزیہ الشریعہ) میں ۱۹۸۰ وضاعین کے نام ذکر کئے ہیں، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی تعداد کس قدر زیادہ تھی۔[3]

اور ان وضاعین میں بعض وہ ہیں جنہیں محدثین نے بالاتفاق وضاع اور کذاب قرار دیا، اور بعض وہ ہیں جن پر وضع حدیث کا حکم لگانے میں ان کے مابین اختلاف واقع ہوا، اور بعض وضاعین ایسے ہیں جن پر وضع حدیث کا الزام لگایا گیا اور ان کی روایات صحاح ستہ میں بھی موجود ہیں۔

وہ وضاعین جنہیں محدثین نے بالاتفاق وضاع قرار دیا:

جن وضاعین اور کذابین کو تمام محدثین نے بالاتفاق وضاع اور کذاب قرار دیا انہیں ہم درج ذیل اقسام میں بیان کرسکتے ہیں:

❖ **پہلی قسم: وہ وضاعین جنہوں نے عمداً احادیث وضع کیں:**

وضاعین کی ایک بہت بڑی جماعت ایسی تھی جس نے جان بوجھ کر احادیث وضع کیں، مثلاً وہ زنادقہ اور ملحدین جنہوں نے دین اسلام میں بگاڑ پیدا کرنے اور اس کے متعلق مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات ابھارنے کیلئے احادیث وضع کیں۔

اسی طرح وہ متعصبین جنہوں نے سیاسی اور مذہبی اختلافات کے پس منظر میں اپنے ائمہ کے فضائل اور مخالفین کی تنقیص وتوہین میں احادیث گھڑیں، اور اسی طرح وہ جاہل صلحاء جنہوں نے لوگوں کو خیر وبھلائی کی طرف ترغیب دلانے اور برائی سے ڈرانے کیلئے جھوٹی احادیث بیان کیں، اور اسے انہوں نے کارِ خیر اور خدمتِ دین تصور کیا، اور ان کے علاوہ وہ بدنصیب لوگ جنہوں نے محض دنیاوی اغراض ومقاصد اور ذاتی مفادات کے حصول کیلئے وضع حدیث کا سہارا لیا۔

❖ **دوسری قسم: وہ وضاعین جنہوں نے وضعِ حدیث کا از خود اعتراف کیا:**

رسول اکرم ﷺ پر افترا پردازی کرنے اور جھوٹی احادیث گھڑنے والوں میں ایک جماعت ان وضاعین کی بھی ہے جنہوں نے وضع حدیث کا از خود اعتراف کیا، اور ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک کسی راوی کا اقرار کرنا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے، یہ اس کی حدیث پر وضع کا حکم لگانے کی سب سے بڑی دلیل ہے، اور ان لوگوں کے اعتراف وضع حدیث کے تین اسباب ہوسکتے ہیں:

- **پہلا سبب: ندامت وشرمندگی اور توبہ**

وضاعین میں سے بعض لوگوں نے جب رسول اکرم ﷺ کی وعید سنی کہ آپ پر قصداً جھوٹ بولنے والے کا ٹھکانا یقینی طور پر جہنم ہے، تو انہیں اپنے اس سنگین گناہ پر ندامت وشرمندگی ہوئی اور انہوں نے فوراً توبہ کرلی، پھر اپنی توبہ کی قبولیت کی امید رکھتے ہوئے اور اپنے ضمیر کے اطمینان کیلئے انہوں نے اس جرم کا از خود اعتراف کرلیا۔ ابن الجوزیؒ نے ابن ابی شیبہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کررہا تھا کہ اسی دوران میں نے اپنے سامنے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: "اے اللہ! مجھے معاف کردے، اور میں نہیں سمجھتا کہ تو مجھے معاف کرے گا"۔ میں نے اس شخص سے کہا: اے میرے بھائی! یہ تیری مایوسی تیرے گناہ سے بڑی ہے اس نے کہا: تم مجھے چھوڑو اور اپنا کام کرو۔ میں نے کہا: بتلاؤ تو سہی تم نے کیا جرم کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ پر پچاس حدیثیں گھڑی تھیں جو لوگوں میں منتشر ہوچکی ہیں، اور میں اب اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کہ انہیں ان سے واپس لے لوں۔[4]

---

[3] الحلبی، برہان الدین، الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث (بیروت: عالم الکتب، 1416ھ) ص 33

[4] ابن الجوزی، الموضوعات، ج1 ص 40

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

- **دوسرا سبب: تفتیش**

بعض وضاعین کے متعلق جب محدثین کو علم ہوا کہ وہ احادیث وضع کرتے، یا ان میں جھوٹ ملاتے ہیں تو وہ ان کے پاس گئے اور ان سے پوچھ کچھ کی کہ انہوں نے یہ احادیث کہاں سے لی ہیں؟ تو وہ مزید رسوائی اور خفت سے بچنے کیلئے خود ہی حقیقت حال کا اعتراف کر لیتے، اور انہیں واضح طور پر آگاہ کر دیتے کہ یہ احادیث ان کی اپنی گھڑی ہوئی ہیں، اور یہ رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ نہیں ہیں۔

- **تیسرا سبب: احادیث مبارکہ میں شکوک پیدا کرنا**

وضاعین کے ایک گروہ نے محض اس لئے اعتراف جرم کیا کہ لوگوں کے پاس جو صحیح احادیث موجود ہیں وہ ان کے بارے میں بھی شک وشبہ میں مبتلا ہو جائیں کہ کہیں یہ بھی من گھڑت ہی نہ ہوں، اور بعد ازاں وہ ان پر بھی عمل کرنا چھوڑ دیں، اور دین سے برگشتہ ہو جائیں، اور ایسا دراصل وہ زنادقہ کرتے تھے جن کو اپنی گرفتاری کے بعد جب اپنی موت کا یقین ہو جاتا تو وہ اقرار کر لیتے کہ انہوں نے کثیر تعداد میں احادیث وضع کی ہیں، جو لوگوں کے دن اور رات کے معمولات میں رچ بس چکی ہیں، اور ان کا تعلق حلال و حرام سے ہے، گویا وہ نہ صرف اعتراف وضع حدیث کرتے بلکہ کثرت وضع حدیث کا دعوی بھی کرتے، اور یہ کہ وہ احادیث اب لوگوں کے معمولات زندگی کا حصہ ہیں، اور وہ فضائل کے بارے میں نہیں بلکہ حلال و حرام کے بارے میں ہیں، اور اس سے ان کا مقصود صرف یہ ہو تا کہ لوگ عموما جن احادیث پر عمل کرتے ہیں اور جن سے وہ حلال و حرام کی معرفت حاصل کرتے ہیں، ان کے بارے میں بھی وہ شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جائیں۔

یہ وہ اسباب ہیں جن کی بناء پر بعض وضاعین نے وضع حدیث کا از خود اعتراف کیا، اور ڈاکٹر عمر حسن فلاتہؒ نے (الوضع فی الحدیث) میں اس طرح کے ۲۳ وضاعین کے نام درج کئے ہیں، اور یہ سب کے سب باتفاق محدثین رسول اللہ ﷺ پر افترا پردازی کرنے والے وضاعین میں شمار ہوتے ہیں۔[5]

- **تیسری قسم: وہ وضاعین جن کا جھوٹ ثابت کرنے کیلئے محدثین نے ایسے قرائن بیان کئے جو خود ان کے اعتراف وضع حدیث کے برابر تھے۔**

جن وضاعین نے قصدا رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا اور از خود احادیث وضع کیں انہوں نے یہ سمجھا کہ وہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں، اور کوئی شخص ان کی سازشوں سے پردہ نہیں ہٹا سکتا لیکن یہ ان کا محض وہم تھا، کیونکہ محدثین اور ائمہ جرح و تعدیل ان کی سازشوں سے باخبر تھے، اور انہوں نے ان کے جھوٹ کو واضح کیا، اور اس سلسلے میں انہیں ایسے قرائن مل گئے جو ان جھوٹوں کی کذب بیانی پر واضح طور پر دلالت کرتے تھے، اور یہ قرائن ان کے اپنے اعتراف کے برابر تھے، مثلا بعض کذابین نے اپنے شیوخ سے سماع کی تصریح کی، اور جب ان سے ان کی تاریخ ولادت پوچھی گئی تو معلوم یہ ہوا کہ ان کی پیدائش ان کے شیوخ کی وفات کے بعد ہوئی، یا بعض وضاعین نے دعوی کیا کہ انہوں نے فلاں زمانے میں اپنے شیوخ سے سماع کیا تھا، اور جب تحقیق کی گئی تو ثابت ہوا کہ ان کے وہ شیوخ تو اس زمانے سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے، یا ان میں سے بعض نے دعوی کیا کہ انہوں نے اپنے شیوخ سے فلاں شہر میں ملاقات کی تھی، اور جب ان کے احوال کی چھان بین کی گئی تو پتہ چلا کہ وہ تو کبھی اس شہر میں داخل ہی نہیں ہوئے تھے۔ تو یہ اور اس طرح کے دیگر قرائن ان کذابین کے جھوٹ کو واضح کرنے کیلئے کافی تھے، اور یہ اتنے

---

[5] عمر حسن فلاتہ، الوضع فی الحدیث، (بیروت: مکتبۃ مؤسسۃ مناہل العرفان، 1401ھ) ج3 ص28- 37

قومی دلائل تھے کہ انہیں کذابین کے اعتراف وضع حدیث کے برابر قرار دیا گیا۔ جن وضامین کی کذب بیانی اس طرح کے قرائن سے ثابت ہوئی ان پر بھی محدثین نے بالاتفاق وضاع کا حکم لگایا۔

❖ **چوتھی قسم: وہ رواۃِ حدیث جن کی زبان سے جھوٹی احادیث بغیر قصد کے بیان ہوئیں۔**

بعض رواۃِ حدیث ایسے تھے جو بغیر علم کے میدان روایت میں کود پڑے، اور روایت حدیث کے اصول وضوابط کی معرفت تو کجا ایک عام طالب حدیث کے لئے جن بنیادی امور کا جاننا ضروری ہے، وہ ان کی معرفت سے بھی نابلد تھے، چنانچہ اس میدان میں ان کے آنے سے نقصان زیادہ اور فائدہ کم ہوا، اور روایات میں بہت زیادہ اغلاط واقع ہوئیں، اور اس کے علاوہ ان کی مرویات میں موضوعات بھی داخل ہو گئیں، بلکہ ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ فاسق وفاجر رواۃ، خواہش پرست لوگ اور زنادقہ کو انہی نابلد رواۃ کے ذریعے احادیث میں جھوٹ کو شامل کرنے کا موقعہ مل گیا جس سے انہوں نے بھر پور فائدہ اٹھایا، اور اپنی خواہشات کے مطابق انہوں نے رواۃ کو موضوعات کی تلقین کی، اور انہوں نے بھی انہیں قبول کرکے آگے روایت کرنا شروع کر دیا۔ گویا روایتِ احادیثِ موضوعہ میں ان کا قصد وارادہ شامل نہ تھا، بلکہ ان کی لاعلمی اور اعدائے اسلام کی سازشوں کے نتیجے میں انہوں نے اپنی زبانی احادیث موضوعہ بغیر قصد وتعمد کے روایت کیں۔

وضعِ حدیث کے اسباب۔

وضعِ حدیث کے اَسباب وعوامل دو قسم کے ہیں، ایک وہ اَسباب وعوامل ہیں جن کی بناء پر وضعِ حدیث کا ظہور ہوا، اور دوسرے وہ ہیں جن کی بناء پر وضعِ حدیث منتشر ہوا۔

وضعِ حدیث کے ظہور کے اسباب:

جن اسباب کی بناء پر وضعِ حدیث کا عمل ظاہر ہوا ان میں دو اسباب سب سے اہم ہیں:

1۔ دین اسلام سے بغض اور عداوت

2۔ سیاسی اور مذہبی اختلافات

پہلا سبب: زنادقہ اور ملحدین کا دینِ اسلام سے بغض اور عداوت

خلفائے راشدین کا دور اسلامی فتوحات کا دور تھا، اس دور میں بڑی بڑی طاقتیں زمین بوس ہو گئیں، نامی گرامی بادشاہوں کی بادشاہتیں ختم ہو گئیں، مشہور و معروف سلطنتیں ٹوٹ گئیں، انحائے عالم میں اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا اور لوگ فوج در فوج اسے قبول کرنے لگے، تاہم ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو بخوشی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے، بلکہ اسلام کی شان و شوکت کے پیش نظر ان کیلئے مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہونے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ تھا، اس لئے انہوں نے عافیت اسی میں سمجھی کہ وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کریں، اور چونکہ انہوں نے دین اسلام کو بخوشی قبول نہ کیا تھا اور ان کے تمدن اور ثقافت کا برباد ہونا ان کیلئے ایک ناقابل برداشت صدمہ تھا، اس لئے انہوں نے دین اسلام میں طعن اندازی کرنے اور اس میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی ناروا کوشش کی، جبکہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اسلامی فتوحات سے پہلے اپنے اپنے معاشروں میں بڑا اونچا مقام ومرتبہ رکھتے تھے لیکن جب ان کا اقتدار ختم ہو گیا اور مملکتیں زوال پذیر ہو گئیں تو وہ ایسے گمنام ہو گئے جیسے انہیں کوئی جانتا بھی نہ تھا، تو یہ بات ان کیلئے بڑے صدمے کا باعث تھی، اور اسی بناء پر ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف سخت نفرت اور شدید عداوت کے جذبات پیدا ہو گئے، چنانچہ انہوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے اور اس کے صاف وشفاف چشمے کو گدلا کرنے کی غرض سے ایک

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

خطرناک سازش تیار کی، اور بظاہر اسلام کا نام لے کر اندرونی طور پر اس کے خلاف ہو گئے، اور چونکہ اسلام کے دو بنیادی سرچشموں میں قرآن مجید ایک مصحف کی شکل میں سامنے آچکا تھا، اور حضرت عثمان نے تمام لوگوں کو اس کا پابند کر دیا تھا، اور اس کے علاوہ وہ مسلمانوں کے سینوں میں بھی محفوظ تھا، اس لئے انہیں قرآن مجید میں کمی بیشی کرنے کی توجرات نہ ہوئی، تاہم انہیں اپنے ناپاک مقاصد کی تکمیل کیلئے احادیث مبارکہ کے ذخیرہ میں جھوٹی اور من گھڑت احادیث شامل کرنے کا راستہ نظر آیا، اس لئے انہوں نے اس کا سہارا لیا، اور اس کے ذریعے وہ اپنے ناپاک ارادوں کو عملی جامہ پہنانے اور زہریلے اور باطل نظریات کی نشر و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔

اسلام کے خلاف سازشیں کرنے والے یہ وہی زنادقہ اور ملحدین ہیں جنہوں نے ابن عراق الکنانی کے بقول وضع حدیث میں سبقت حاصل کی، اور اس سنگین جرم کے ارتکاب میں پہل کی۔[6]

زندیق کی تعریف:

"زندیق" دراصل فارسی زبان کا لفظ ہے، تاہم عربی زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے، اور عربی لغت کی مشہور کتاب "المصباح المنیر" میں زندیق کا یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے:

> یعنی "لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ "زندیق" وہ ہوتا ہے جو کسی شریعت کا پابند نہیں ہوتا، اور وہ دوام زمانہ کا قائل ہوتا ہے، اور عرب لوگ اس طرح کے شخص کے متعلق ملحد کا لفظ بھی بولتے ہیں، یعنی جو ادیان میں طعن اندازی کرنے والا ہو"۔[7]

وضعِ حدیث سے زنادقہ کا اصل ہدف:

وضعِ حدیث سے زنادقہ اور ملحدین کا اصل مقصد سادہ لوح عوام کے دلوں میں دین اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا اور اس میں طعن اندازی کرنا تھا۔

زنادقہ کی گھڑی ہوئی احادیث کی مقدار:

زنادقہ نے کتنی زیادہ احادیث وضع کیں، اس کا اندازہ درج ذیل واقعات سے لگایا جا سکتا ہے:

1۔ ملا علی قاری نے نقل کیا ہے کہ معلی بن عبد الرحمن الواسطی نے اپنی موت کے وقت اس بات کا اعتراف کیا اس نے حضرت علی بن ابی طالب کے فضائل میں ستر احادیث وضع کیں۔[8]

2۔ ابن عدی نے جعفر بن سلیمان سے نقل کیا ہے کہ خلیفہ االمہدی نے کہا: میرے پاس زنادقہ میں سے ایک شخص نے اقرار کیا ہے کہ اس نے چار سو احادیث ایسی وضع کی ہیں جو اس وقت لوگوں میں گردش کر رہی ہیں۔[9]

---

[6] ابن عراق، علی بن محمد الکنانی، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاحادیث الشنیعۃ الموضوعۃ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1401ھ) ج1 ص 11

[7] الفیومی، احمد بن محمد بن علی المقری، المصباح المنیر في غریب الشرح الکبیر (القاهرة: المطبعة الأميرية، 1935ھ) ج1 ص 349

[8] ملا علی قاري، علی بن محمد بن سلطان، الأسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ (بیروت: مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، 1406ھ) ص 41

[9] ابن عدی، ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال (بیروت: دار الفکر، 1409ھ) ج1 ص 155

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

3۔اور ملا علی قاری نے ابن عساکر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ خلیفہ الرشید کے پاس ایک زندیق کو لایا گیا، تو اس نے اسے قتل کرنے کا حکم صادر کر دیا، تب اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں نے جو چار ہزار حدیثیں وضع کر کے تم لوگوں میں پھیلا دی ہیں، اور ان میں میں نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا ہے، اور ان میں سے کسی حدیث کا ایک لفظ بھی رسول اللہ ﷺ نے نہیں بولا، تو آپ ان کا کیا کریں گے؟ الرشید نے کہا: اے زندیق! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عبد اللہ بن مبارک اور ابو اسحاق الفزازی موجود ہیں، جو انہیں چھان ماریں گے اور ایک ایک کر کے سب کو باہر نکال دیں گے۔[10]

خلاصہ یہ ہے کہ زنادقہ اپنی زندگی میں بھی دین اسلام کو بگاڑنے کیلئے کوشاں رہے، اور جب انہیں گرفتار کر کے قتل کیا جانے لگا تو تب بھی ان کی اسلام دشمنی کھل کر سامنے آگئی لیکن اللہ تعالی نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے، اس لئے اس نے ہر دور میں ایسے لوگ پیدا فرما دیئے جنہوں نے صحیح احادیث نبویہ سے من گھڑت احادیث کو الگ کیا اور لوگوں کو ان سے بچنے کی تلقین کی۔

اور جہاں تک احادیث وضع کرنے والے زنادقہ کے انجام کا تعلق ہے تو خلفاء، ہر مقام پر ان کا پیچھا کرتے رہے، اور ان کا ہر راستہ روک کر امت مسلمہ کو ان کے شر سے بچایا۔

دوسرا سبب: سیاسی اور مذہبی اختلافات:

شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد جب حضرت علی نے خلافت سنبھالی تو آپ کی بیعت تمام صحابہ کرام نے متفقہ طور پر نہ کی، بلکہ ہوا یہ کہ وہ صحابہ کرام جو حضرت علی سے خونِ عثمان کا ان کے قاتلوں سے فوری طور پر بدلہ لینے کا مطالبہ کر رہے تھے، انہوں نے ان کی بیعت نہ کی، اور ان کا مرکز ملک شام تھا، جہاں حضرت معاویہ ان کی پشت پناہی کر رہے تھے، پھر ان دونوں فریقوں کے درمیان کئی جنگیں بھی واقع ہوئیں، جن میں متعدد صحابہ کرام شہید ہو گئے، اور جب جنگ صفین میں معاملہ ایک فیصلہ کمیٹی کے سپرد کیا گیا، اور حضرت علی نے اس تحکیم کو قبول کر لیا تھا، تو خود انہی کے مؤیدین میں سے ہی ایک گروہ الگ ہو گیا، اور اس نے حضرت علی پر کفر کا فتوی لگا کر ان کا خون بہانا حلال قرار دے دیا، نتیجتاً اس گروہ کے ایک شخص کے ہاتھوں حضرت علی بھی شہید ہو گئے۔ اور اس فتنہ کبری کے واقع ہونے کے بعد لوگوں میں ایک طرف مؤیدین علی تھے، جنہوں نے آپ کی بیعت کر کے آپ کی خلافت کو تسلیم کر لیا تھا، اور وہ آپ کو نہ صرف حضرت عثمان سے بلکہ شیخین (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر) سے بھی افضل سمجھتے تھے، اور دوسری طرف ان لوگوں کا گروہ تھا جو حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت معاویہ کے ساتھ تھے، اور وہ خونِ عثمان کا ذمہ دار حضرت علی کو گردانتے تھے، اور ان لوگوں نے یا تو حضرت علی کی خلافت کو سرے سے تسلیم ہی نہ کیا تھا، یا بیعت کرنے کے بعد انہوں نے اپنی بیعت توڑ ڈالی تھی، پھر تیسرا گروہ حضرت علی کے مؤیدین میں سے ہی معرض وجود میں آگیا، جنہوں نے دعوی کیا تھا کہ حضرت علی نے تحکیم کو قبول کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے، اس لئے وہ واجب القتل ہیں، اور انہی لوگوں کو خوارج کہا جاتا ہے۔ پھر حضرت علی کی شہادت کے بعد جب حضرت حسن بن علی حضرت معاویہ کے حق میں دستبردار ہو گئے تو فتنوں کی آگ عارضی طور پر ٹھنڈی پڑ گئی، اس کے بعد جونہی یزید بن معاویہ نے خلافت سنبھالی تو فتنوں نے ایک بار پھر سر اٹھالیا، اور ان کے دور خلافت میں کئی افسوسناک واقعات پیش آئے، مثلاً واقعہ کربلا، واقعہ حرۃ، حرمت مدینہ منورہ کی پامالی اور خانہ کعبہ پر گولہ باری وغیرہ۔

[10] القاری، الأسرار المرفوعة، ص 40

اور ان تمام سیاسی اور مذہبی اختلافات کا ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ مندرجہ بالا گروہوں میں سے خود غرض اور خواہش پرست لوگوں نے اپنے مخصوص نظریات کی تائید کیلئے وضع حدیث کا سہارا لیا، اور انہوں نے رسول اکرم ﷺ پر افترا پردازی کی، اور اس سے ان کا مقصود اپنے نظریات کو برحق اور مخالف گروہ اور ان کی آراء کو باطل ثابت کرنا تھا، اوراس سلسلے میں انہوں نے تین قسم کے اسالیب اختیار کئے:

1) ان احادیث کو وضع کرنا جن سے ان کے سربراہان یا ائمہ کی فضیلت ثابت ہو۔
2) ایسی احادیث وضع کرنا جن میں ان کے مخالف گروہ کی مذمت ہو۔
3) وضع حدیث کے ذریعے اپنی آراء کو درست ثابت کرنا اور مخالف گروہ کے نظریات کو باطل قرار دیا۔[11]

ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی کہتے ہیں:

"جو سیاسی اختلافات مسلمانوں کے مابین خلافت عثمان اور خلافت علی کے آخر میں پیدا ہوئے، وہ وضع حدیث کے براہ راست سبب بنے، وضع حدیث کی جسارت سب سے پہلے شیعوں نے کی، اور عراق وہ پہلا ملک تھا جس میں اس کی ابتدا ہوئی، اور ائمہ حدیث نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے، چنانچہ امام زہری کہا کرتے تھے کہ ایک حدیث جب ہم سے نکلتی ہے تو ایک بالشت ہوتی ہے لیکن جب وہ عراق سے واپس آتی ہے تو ایک ہاتھ بن چکی ہوتی ہے۔"[12]

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب ہم سیاسی و مذہبی اختلافات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مختلف گروہوں میں سے بعض گروہوں کے کردار پر بحث کرتے ہیں جنہوں نے وضع حدیث میں اپنا کردار ادا کیا، مثلاً شیعہ وغیرہ۔

وضع حدیث میں شیعہ کا کردار:

لغوی معنیٰ: لفظ "شیعہ "مشایعہ سے ماخوذ ہے، اور اس کا معنی ہے: دوستی اور نصرت و مدد کرنا۔

اصطلاحی مفہوم:

"یہ وہ لوگ ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد حضرت علی سب سے افضل ہیں، اور آپ ﷺ کی وصیت کے مطابق وہی آپ کے خلیفہ اول ہیں، اور ان کے بعد خلافت انہی کی اولاد کیلئے خاص ہے، اور وہ ان سے باہر نہیں جاسکتی، الا یہ کہ کوئی شخص ظلم کرتے ہوئے اس پر قبضہ جمالے، یا وہ خود تقیہ کرتے ہوئے کسی کو خلافت سونپ دیں"۔[13]

غالی شیعوں کی تعریف کرتے ہوئے حافظ ذہبیؒ کہتے ہیں:

"سلف صالحین کے زمانے اور ان کے عرف میں غالی شیعہ اس شخص کو کہا جاتا تھا جو حضرت عثمان کے علاوہ ان صحابہ کرام کو برا بھلا کہتا تھا جنہوں نے حضرت علی سے جنگ کی تھی، مثلاً حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت معاویہ"۔[14]

---

[11] الأشقر، عمر سلیمان، الوضع في الحديث النبوي (عمان: دار النفائس، 1424ھ) ص 75
[12] السباعی، السنة ومكانتها في التشريع الإسلامي (بیروت: المكتب الاسلامی 1405ھ) ص 78- 79
[13] الاشعری، ابو الحسن علی بن اسماعیل، مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین (بیروت: المکتبة العصریة، 1416ھ) ج 1 ص 25
[14] الذهبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال في نقد الرجال (دار إحياء الكتب العربية، 1382ھ) ج 1 ص 5- 6

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اور جہاں تک وضع حدیث میں شیعوں کے کردار کا تعلق ہے تو تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹ بولنے اوراحادیث گھڑنے میں شیعہ سب سے آگے ہیں، اور انہوں نے کثرت کے ساتھ احادیث وضع کی ہیں، اور نہ صرف احادیث وضع کی ہیں بلکہ انہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق متعدد صحیح احادیث میں تحریف بھی کی ہے۔اور اس کی سب سے بڑی دلیل خود شیعہ علماء کا اعتراف ہے کہ شیعوں نے واقعتار سول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت پر احادیث وضع کیں۔

بعض جہال اہل سنت اور وضع حدیث:

جب شیعوں نے حضرت علی، اہل بیت اور ائمہ کرامؒ کے فضائل اور اپنے مخالفین کی تنقیص وتوہین میں میں خوب احادیث وضع کیں، تو رد عمل کے طور پر بعض جہاں اہل سنت، خصوصا بنوامیہ نے بھی شیخین (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر)، حضرت عثمان اور اسی طرح حضرت معاویہ وغیر ہم کے فضائل میں احادیث وضع کیں، حالانکہ یہ تمام حضرات اس سے بالکل مستغنی تھے، اور ان کے صحیح اور ثابت شدہ فضائل ہی کافی تھے، لیکن جہال نے ان پر قناعت نہ کی، اور وہ شیعوں کے نقش قدم پر چل پڑے۔

امام ابن الجوزیؒ اپنی کتاب "الموضوعات "میں(باب فی فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه) قائم کرنے کے بعد کہتے ہیں: کچھ لوگوں نے، جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور وہ سنت نبویہ کو مضبوطی سے تھامنے کے دعویدار تھے تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت ابو بکر کے فضائل میں احادیث وضع کیں، اور ان میں سے بعض کا مقصد صرف رافضہ کا مقابلہ کرنا تھاجو کہ حضرت علی کے فضائل میں احادیث وضع کرتے تھے، اور یہ دونوں فریق غلطی پر تھے، کیونکہ یہ دونوں حضرات اپنے صحیح فضائل کے ہوتے ہوئے مصنوعی فضائل اور لوگوں کی افتر اپر دازی سے قطعی طور پر بے نیاز تھے۔[15]

اس کے بعد ابن جوزیؒ نے سیدنا حضرت ابو بکر کے مصنوعی فضائل 16 صفحات میں، جبکہ سیدنا حضرت علی کے من گھڑت فضائل 67 صفحات میں ذکر کئے ہیں، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان دونوں فریقوں نے اپنی اپنی محبوب شخصیت کے بارے میں کس قدر احادیث وضع کیں۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

> "جہاں تک فضائل کا تعلق ہے تو اہل بیت کے فضائل میں رافضہ کی وضع کردہ احادیث کا تو شمار ہی نہیں ہے، اور نادان اہل سنت نے پہلے حضرت معاویہ اور پھر شیخین کے فضائل میں افتر اپر دازی کر کے ان سے انتقام لینے کی کوشش کی، حالانکہ ان دونوں کو اللہ تعالی نے ان موضوعات سے کہیں زیادہ ارفع واعلی مقام عطا کیا ہے"[16]

---

[15] ابن الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی، الموضوعات، (الریاض: مکتبۃ أضواء السلف 1418ھ) ج2ص 40

[16] ابن حجر، أحمد بن علی بن محمد العسقلانی، لسان المیزان (حیدر آباد دکن: دائرۃ المعارف النظامیۃ، 1329ھ) ج1ص 13

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

بنو امیہ کے جاہل اعوان وانصار:

جب بنو امیہ کے جاہل اعوان وانصار نے بنو عباس کے مبلغین کی وضع کردہ احادیث سنیں تو انہوں نے بنو عباس کے خلاف احادیث گھڑنا شروع کر دیں، مثلا:

1۔"میری امت بنو عباس کی وجہ سے بڑی ہلاکت میں مبتلا ہو گی، وہ سیاہ رنگ کا لباس پہنیں گے، اور اللہ تعالی انہیں جہنم کی آگ کا لباس پہنائے گا، پھر آپ ﷺ نے حضرت ام حبیبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ان کی تباہی اس کے خاندان کے ایک شخص کے ہاتھوں انجام پائے گی"۔

اس سے یہ بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ شیعان علی ہوں یا امیر معاویہ کے مؤیدین ہوں، بنو امیہ کے غالی انصار ہوں یا بنو عباس کے مبلغین ہوں، یا ان سب کے مخالفین و معاندین ہوں، ان سب لوگوں نے سیاسی اہداف و مقاصد کے حصول کیلئے رسول اللہ ﷺ پر افترا پردازی کی، اور انہوں نے پہلی صدی کے اواخر اور پھر دوسری اور تیسری صدی میں روایت سازی کی ایسی وبا پھیلائی کہ اگر اللہ تعالی ان کے مقابلہ کیلئے ائمہ حدیث کو پیدا نہ کرتا تو شاید اصل اور نقل، اور صحیح اور من گھڑت روایات میں فرق کرنا دشوار ہو جاتا، عراق اور خراسان وضع حدیث کے بڑے مراکز تھے، جہاں منافقین، ملحدین اور سبائی ذہن رکھنے والے لوگوں نے اپنا کاروبار چمکایا، اور نبی کریم ﷺ کے مقدس ورثے کو داغدار کر دیا۔

وضع حدیث میں خوارج کا کردار:

"خوارج "خارج کی جمع ہے، اور خارج اس شخص کو کہتے ہیں جو اُس حاکم وقت کی فرمانبرداری کو چھوڑ کر اس کی نافرمانی کرنے اور اس کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دے جس کی حکومت حق پر قائم ہو اور جس پر امت متفق ہو، خواہ اس کا یہ خروج صحابہ کرام کے دور میں ہو، یا ان کے بعد تابعین کے زمانے میں ہو، یا ان کے بعد کسی بھی عہد میں ہو۔[17]

اور جب لفظ "خوارج" لکھا یا بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے حضرت علی کی اطاعت کو چھوڑ کر اُس وقت ان کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا تھا جب انہوں نے واقعہ صفین میں تحکیم قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی، اور انہی لوگوں کو حروریہ اور نواصب بھی کہا جاتا ہے۔

اور جہاں تک خوارج کے عقائد و نظریات کا تعلق ہے تو ہم ان میں سے بعض کا تذکرہ مختصر طور پر یوں کر سکتے ہیں:

۱۔ حضرت علی نے تحکیم کو قبول کر کے (نعوذ باللہ) کفر کا ارتکاب کیا۔

۲۔ حضرت عثمان، حضرت علی اور ہر اس شخص سے بیزاری کا اعلان کرنا جس نے تحکیم کو قبول کیا۔

۳۔ خوارج کے ہاں کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

۴۔ جب حاکمِ وقت کوئی کام خلافِ سنت کرے تو خوارج کے نزدیک اس کے خلاف بغاوت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

یہ وہ نظریات ہیں جنہیں خوارج نے ایجاد کیا تھا، اس کے علاوہ بعض دوسرے فرقوں کے ایجاد کردہ بعض نظریات سے بھی وہ اتفاق کرتے ہیں، مثلا خلقِ قرآن اور انکارِ تقدیر وغیرہ۔

---

[17] محی الدین، عبد الحمید، حاشیۃ مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین، ج1 ص 167

سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا وضعِ حدیث میں خوارج کا بھی کوئی کردار تھا یا نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ وضعِ حدیث میں خوارج کے کردار کے متعلق اہلِ علم کے ہاں دو آراء پائی جاتی ہیں:

پہلی رائے:

دوسرے فرقوں کی طرح خوارج میں سے بھی بعض جہال اور متعصبین نے اپنی آراء کی تائید کیلئے احادیث وضع کیں، اور اس سلسلے میں ان کا بھی کم یا زیادہ کچھ نہ کچھ کردار ضرور رہا ہے۔ اس رائے کے قائلین کی دلیل ابن لہیعہ کا یہ قول ہے: میں نے خوارج کے ایک عالم سے سنا، وہ کہہ رہا تھا: "بے شک یہ احادیث دین ہیں، لہذا تم لوگ ذرا دیکھ لیا کرو کہ تم اپنا دین کس سے لے رہے ہو، کیونکہ ہم جب کسی امر کی خواہش کرتے تھے تو اس کے بارے میں ایک حدیث وضع کر دیتے تھے، یعنی اپنی خواہش اور پسند کے مطابق احادیث گھڑ لیتے تھے"[18]

دوسری رائے:

وضع حدیث میں خوارج کا کوئی کردار نہیں، کیونکہ کوئی ایک دلیل بھی ایسی موجود نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ لوگ اس جرم میں ملوث تھے، اور یہ رائے بہت سارے اہل علم کی ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی کہتے ہیں:

> "میں نے بہت کوشش کی کہ مجھے کوئی ایسی ٹھوس دلیل مل جائے جس سے وضعِ حدیث کی خوارج کی طرف نسبت کرنے کی تصدیق ہو سکے لیکن مجھے متعدد علمی دلائل اس کے برعکس ہی ملے جن کی بناء پر ان سے اس تہمت کی نفی ہوتی ہے"۔ نیز موصوف کا کہنا ہے کہ مجھے ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملی جس کو کسی خارجی نے وضع کیا ہو، اور کتب موضوعات میں تلاش بسیار کے باوجود مجھے کوئی خارجی ایسا نہیں ملا جس کو کذابین اور وضاعین میں شمار کیا گیا ہو، اور جہاں تک ابن لہیعہ کے قول کا تعلق ہے تو مجھے نہیں معلوم کہ وہ خارجی عالم کون تھا جس نے وضع حدیث کا اقرار کیا؟ ہو سکتا ہے کہ اس کی طرف یہ نسبت ہی سرے سے غلط ہو۔[19]

ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کہتے ہیں:

> "تحریک وضع حدیث میں خوارج کا کوئی کردار نہیں تھا، کیونکہ وہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر قرار دیتے تھے، اور اسی لئے کتب موضوعات میں ایسے دلائل ناپید ہیں جن کی بناء پر ان کی طرف وضع حدیث کی نسبت کی جا سکے"۔[20]

---

[18] الخطیب، ابو بکر احمد بن علی البغدادی، الکفایۃ فی علم الروایہ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ 1409ھ) ص 123

[19] السباعی، السنۃ و مکانتھا، ص 82۔ 83

[20] العمری، اکرم ضیاء، بحوث في تاریخ السنۃ المشرفۃ (المدینۃ المنورۃ: مکتبۃ العلوم والحکم، 1415ھ) ص 24

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ڈاکٹر عمر حسن فلاتہ دونوں فریقوں کی آراء اور ان کے دلائل کا علمی طور پر مناقشہ کرنے کے بعد کہتے ہیں:

کہ خوارج کا وضع حدیث میں کوئی کردار نہیں تھا، انہوں نے اپنی اس رائے کو مندرجہ ذیل امور سے تقویت پہنچانے کی کوشش کی ہے:

- جب ہم کتب موضوعات کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ان میں خوارج کے وہ نظریات نہیں ملتے جن پر انہوں نے اپنا ایک الگ مذہب قائم کیا تھا، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ وضع حدیث میں ملوث نہیں تھے، کیونکہ اگر وہ اس میں ملوث ہوتے تو وہ بھی دیگر فرقوں کی طرح اپنے نظریات کی تائید و تقویت کیلئے احادیث وضع کرتے اور ان کا تذکرہ کتب موضوعات میں ضرور ملتا۔
- خوارج کے بہت سارے گروہ صرف قرآن مجید کو ہی حجت سمجھتے ہیں، سنت نبویہ ان کے نزدیک قابل حجت نہیں، اور چونکہ وہ قرآن مجید ہی کو کافی تصور کرتے تھے اس لئے انہیں وضع حدیث کی ضرورت ہی نہ تھی۔
- خوارج کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہوتا ہے، اور چونکہ کذب بھی ان کے نزدیک کبائر میں سے ہے اس لئے انہوں نے جھوٹی احادیث وضع کرنے سے اجتناب کیا۔
- خوارج کے بارے میں یہ بات معروف ہے کہ وہ اپنے نظریات میں سخت گیر تھے، اور کسی لگی لپٹی کے قائل نہ تھے، اور نہ ہی وہ شیعوں کی طرح تقیہ کو جائز سمجھتے تھے، اور وہ صرف تلوار اور طاقت کے بل بوتے پر ہی لوگوں کو اپنی آراء کے ماننے پر مجبور کرتے تھے، اس لئے ان کے بارے میں یہ تصور کرنا بہت مشکل ہے کہ انہوں نے وضع حدیث کے ذریعے اپنے نظریات کو تقویت پہنچانے کی کوشش کی ہو۔
- خوارج خالص دیہاتی لوگ تھے، اور شہری زندگی میں پائی جانے والی چاپلوسی اور مداہنت سے ناآشنا تھے، اسلئے ان میں صدق کی صفت بدرجہ اتم موجود تھی۔
- محدثین کرام اور علماء امت نے خوارج کی سچائی کی گواہی دی ہے، حالانکہ وہ ان کے نظریات کی مخالفت کرتے ہیں، اور حق وہی ہوتا ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں۔

درج بالا امور کی بناء پر ڈاکٹر عمر حسن فلاتہ نے اس رائے کو ترجیح دی ہے کہ وضع حدیث میں خوارج کا کوئی کردار نہیں تھا، اور وہ اس تہمت سے بری ہیں۔[21]

وضع حدیث کے انتشار کے اسباب:

وہ اسباب و عوامل جن کی بناء پر وضع حدیث جیسا فعل قبیح منتشر اور رواج پذیر ہوا، اور اس کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا، انہیں ہم چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

۱۔ تعصب	۲ - قصہ گوئی
۳۔ ترغیب و ترھیب	۴۔ دنیاوی اغراض و مقاصد

[21] عمر حسن فلاتہ، الوضع في الحديث، ج1 ص236- 238

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

پہلا سبب: تعصب

اسلامی معاشرے میں جیسے ہی سیاسی و مذہبی اختلافات رونما ہوئے، اور مسلمانوں کے مابین کئی جنگیں بھی واقع ہوئیں، تو اس کے نتیجہ میں ان کے درمیان تعصب نے بھیانک شکل اختیار کر لی، ایک طرف شیعہ نے حضرت علی اور اہل بیت کے فضائل میں، اور دوسری جانب بنو امیہ کے جاہل اعوان و انصار نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت معاویہ کے فضائل میں احادیث وضع کیں، اور ان دونوں فریقوں نے نہ صرف ان حضرات کے فضائل میں رسول اکرم ﷺ پر افترا پردازی کی بلکہ ایک دوسرے کی تنقیص و توہین میں بھی احادیث گھڑیں، پھر یہ معاملہ یہیں تک نہیں رکا، بلکہ اس سے آگے بڑھتا چلا گیا، اور تعصب نے مزید کئی شکلیں اختیار کر لیں، چنانچہ اسلامی عقیدے کے بعض مسائل میں اختلافات کی بناء پر جو فرقے معرض وجود میں آئے، مثلاً قدریہ، مرجیہ، اور جہمیہ وغیرہ، تو انھوں نے بھی اپنے اپنے نظریات کی تائید اور اپنے مخالفین کے نظریات کی تردید کیلئے احادیث وضع کیں، اور اسی طرح جب فقہی مسائل میں اختلافات رونما ہوئے تو ہر فریق کے جہال نے وضع حدیث کا سہارا لیا، اور اس کے علاوہ مسلمانوں میں تعصب کی چند اور شکلیں بھی پیدا ہو گئیں، مثلاً لسانی تعصب، قومی تعصب، علاقائی تعصب وغیرہ. تو یہ اُس تعصب کی متعدد شکلیں تھیں جس کی بناء پر وضع حدیث کا دائرہ وسیع ہو گیا اور اس جرم کو پھیلنے کا موقعہ ملا۔

مسلکی تعصب اور وضعِ حدیث:

جس طرح عقیدے کے بعض مسائل میں رونما ہونے والے اختلافات کے نتیجے میں چند فرقے معرض وجود میں آئے، اور انہوں نے اپنی آراء کیلئے شدید تعصب کا مظاہرہ کیا، اسی طرح فقہی مسائل میں بھی اختلافات نمایاں ہونے کے بعد فقہی مکاتب فکر سے وابستہ بعض جاہلوں اور فاسقوں نے اپنے ائمہ کرام اور ان کی بعض فقہی آراء کے حق میں احادیث وضع کیں، اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے خود اس جرم کا ارتکاب کیا، اور کچھ ایسے تھے جن کیلئے بعض دوسرے لوگوں نے یہ "خدمت" سرانجام دی، اور ان میں سے بعض نے تو اس حد تک جسارت کی کہ انہوں نے اپنے قیاسوں کو رسول اکرم ﷺ کی احادیث بنا کر پیش کیا، اور ان میں سے بیشتر کا تعلق ان اہل الرائے سے تھا جو شرعی مسائل میں قیاس کو خاص طور پر اہمیت دیتے تھے۔[22]

قومی، لسانی اور علاقائی تعصب اور وضعِ حدیث:

بنو عباس کی خلافت کا قیام چونکہ ان فارسی النسل لوگوں کے ذریعے ہوا تھا جن کا تعلق خراسان سے تھا، اور خراسان شیعوں کا گہوارہ تھا، اور چونکہ فارسی لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بادشاہت وراثت میں ملتی ہے لہذا وہ کافی حد تک شیعوں کے نظریات سے متاثر ہوئے، اور انہوں نے بنو امیہ کو اہل بیت کے حقوق کو غصب کرنے والا تصور کرتے ہوئے ان سے قتال کرنا اور اہل بیت کو ان کا حق خلافت واپس دلوانا ضروری سمجھا، اور چونکہ فارسی لوگ تاریخ میں قابل ذکر مقام و مرتبہ کے حامل تھے اور انہیں عراق اور یمن کے علاوہ بہت ساری عرب قوموں پر سیاسی برتری حاصل تھی، اس لئے جب ان کی حکومت ختم ہوئی اور ان کے علاقے عربوں کے قبضے میں چلے گئے اور وہ عربوں کے موالی بن کر رہ گئے کہ وہ جیسے چاہیں ان پر حکومت کریں، تو عظمتِ رفتہ کی یادیں انہیں کچوکے لگانے لگیں اور وہ ان عربوں کے سیاسی حریف بن گئے۔

---

[22] صبحی، ابراہیم الصالح، علوم الحدیث و مصطلحہ (دمشق: مطبعۃ جامعۃ، 1383ھ) ص 267

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

چنانچہ جب بنو عباس نے خلافت کا مطالبہ کیا تو اہل فارس بھی ان کے ہمنوا بن گئے، خاص طور پر ان میں سے وہ لوگ جو کبھی فارس کے تختِ حکومت کے مزے لیا کرتے تھے، وہ پرانی شان و شوکت کے حصول کی لالچ میں بنو عباس سے تعاون کرنے لگے، اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ابو مسلم الخراسانی اور اس کے اعوان بنو عباس کی بھرپور نصرت وحمایت کرنے اور بنو امیہ کے خلاف پوری جنگی طاقت کے ساتھ نبرد آزما ہونے کیلئے مکمل طور پر تیار تھے، اور حقیقت میں یہ کشمکش بنو امیہ اور بنو عباس کے درمیان نہ تھی بلکہ عربوں اور فارسیوں کے درمیان تھی، اور جب بنو عباس کی حکومت مستحکم ہوگئی تو وہ عربوں کے اتنے خیر خواہ نہ تھے جتنے اہل فارس کے تھے، کیونکہ اہل فارس نے ہی انہیں تاج بادشاہت تک پہنچانے کیلئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے تھے، اور اس کی دوسری وجہ یہ تھی کہ بنو عباس کے بعض خلفاء کی مائیں فارسی النسل تھیں، تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ بنو عباس دین کے معاملے میں سخت گیر موقف رکھتے تھے، اور زنادقہ کے خلاف جنگ کرنے اور انہیں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے میں انہوں نے کسی رحمدلی کا مظاہرہ نہ کیا۔

بنو عباس کی اہل فارس سے خیر خواہی اور ان کی طرف ان کے میلان کی بناء پر ان کے عہد میں ایک سوچ یہ پیدا ہوئی کہ اہل عجم عربوں سے افضل ہیں، اس سوچ کے حاملین کو "شعوبیہ" کے نام سے جانا جاتا ہے، اور ان کا یہ نظریہ دوسری صدی ہجری میں پیدا ہوا اور پھر تیسری صدی ہجری میں تو یہ بام عروج تک پہنچ گیا، اور اس کے مستحکم ہونے میں جو چیز خاص طور پر معاون و مددگار ثابت ہوئی وہ یہ تھی کہ بنو عباس عربیت کیلئے اتنے متعصب نہ تھے جتنے فارسیت کیلئے تھے، اور ان کی اسی کمزوری سے شعوبیوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا، اور عربوں کی تنقیص و توہین میں مشغول ہوگئے، چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں اشعار کہے، لمبے لمبے خطبے دیئے اور عجمیوں کے فضائل اور عربوں کی خدمت میں کتب تالیف کیں، اور اس ناپاک مقصد کے حصول کیلئے انہوں نے وضع حدیث سے بھی دریغ نہ کیا، اور فارسیوں کے فضائل اور ان کے شہروں اور علماء کے مناقب میں احادیث وضع کیں، اور مصنوعی روایات کی خوب تشہیر کی۔[23]

دوسرا سبب: قصہ گوئی:

عربی زبان میں (قصة)قص سے ہے، جس کا معنی ہے: کسی چیز کے نشانات کا پیچھا کرنا، واقعہ بیان کرنا، اور اسی سے ہے: قاص، یعنی واقعہ نگار، اور قصہ کی جمع ہے، قصص، یعنی واقعات، افسانے اور کہانیاں۔[24]

اور اللہ تعالی نے قرآن مجید میں سب سے اچھے واقعات بیان کئے ہیں، باری تعالی کا فرمان ہے:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ[25]

ترجمہ: "ہم آپ پر بہترین قصہ بیان کرتے ہیں"

---

[23] ابوزہو، الحدیث والمحدثون، (مترجم: پروفیسر غلام احمد حریری) ص333۔ 334

[24] الأزهري، ابو منصور محمد بن احمد، تہذیب اللغة (مصر: الدار القومية العربية، 1384ھ) ج8 ص 256

[25] القرآن، یوسف، 3:12

اور قرآن مجید میں بیان کئے گئے واقعات وقصص اس لئے سب سے اچھے ہیں کہ وہ مبنی بر حقیقت ہیں، ان کا اسلوب نہایت ادبی ہے، ان میں شخصیات کے بہترین نمونے ہیں، انہیں پڑھنے یا سننے سے عقائد اور اخلاق و کردار کی تربیت ہوتی ہے، اور ان میں بہت ساری عبرت ناک باتیں موجود ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُوْلِي الْأَلْبَابِ۔[26]

ترجمہ: "ان انبیاء کرام کے قصوں میں اہل دانش کیلئے (کافی سامان) عبرت ہے"۔

یادرہے کہ عہد اول میں قصہ گوئی کا کوئی رواج نہیں تھا، اور خلیفہ یا امیر کی اجازت کے بغیر کوئی شخص اس کی جرات نہیں کرتا تھا، جیسا کہ حضرت تمیم داری کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر سے اس سلسلے میں اجازت طلب کی تو انہوں نے انہیں اجازت نہ دی، پھر کچھ عرصہ بعد انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کی تو حضرت عمر نے کہا: اگر تم چاہو تو کر لیا کرو، اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم اپنے آپ کو ذبح کرنا چاہتے ہو؟[27]

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"تین قسم کے لوگ ہی قصہ گوئی کرتے ہیں: یا امیر کرتا ہے، یا وہ شخص جسے امیر کی طرف سے حکم دیا جائے، یا وہ جو ریاکار (یا مغرور) ہو"۔[28]

محدثین کے سامنے قصاص کی جسارت:

قصاص قصہ گوئی اور وضع احادیث میں اس قدر جری ہو گئے تھے کہ مشہور و معروف محدثین کے سامنے بھی جھوٹ بولنے سے گریز نہ کرتے تھے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے الرصافہ کی ایک مسجد میں نماز ادا کی نماز کے بعد ان کے سامنے ایک قصہ گو کھڑا ہوا اور ایک جھوٹی حدیث یوں بیان کی:

"جو آدمی لا الہ الا اللہ کہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر کلمہ سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کی چونچ سونے اور اس کا پر مرجان کا ہوتا ہے" پھر اس نے تقریباً بیس صفحات کی ایک لمبی حدیث بیان کی، اس دوران امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معینؒ ایک دوسرے کا منہ تکتے رہے، اور پھر دونوں نے ایک دوسرے سے پوچھا: کیا تم نے یہ حدیث روایت کی ہے؟ اور دونوں نے یہ جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے تو یہ حدیث ابھی سنی ہے، بعد ازاں جب قصہ گو اپنے جھوٹے واقعات سے فارغ ہوا اور کچھ مال حاصل کر کے باقی لوگوں سے بھی حصول مال کے انتظار میں بیٹھا تھا، تو یحییٰ بن معینؒ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا، وہ یہ سمجھ کر ان کی طرف آیا کہ شاید وہ بھی اسے کچھ مال دینا چاہتے ہیں، تو یحییٰ بن معینؒ نے کہا: تمہیں یہ حدیث کس نے بیان کی ہے؟ اس نے کہا: احمد بن حنبل اور یحیی بن معینؒ نے، انہوں نے کہا: میں یحیی بن معینؒ ہوں اور یہ

---

[26] القرآن، یوسف، 111:12

[27] القاري، الأسرار المرفوعة، ص 42

[28] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد (الریاض: مکتبة المعارف، س،ن) کتاب العلم، باب فی القصص، حدیث: 3665

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

احمد بن حنبل ہیں لیکن ہم نے تو رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث کبھی نہیں سنی، اور اگر تمہیں جھوٹ ہی بولنا ہے تو ہمارے علاوہ کسی اور کے نام سے بولا کرو۔ اس نے کہا: کیا تم یحیی بن معین ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: میں یہ سنتا تھا کہ یحییٰ بن معین احمق ہے لیکن مجھے یقین نہیں آتا تھا، تاہم اب مجھے اس کا یقین ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا: تمہیں یہ کیسے پتہ چلا کہ میں احمق ہوں؟ اس نے کہا: تم دونوں یہ سمجھتے ہو کہ شاید دنیا میں تمہارے علاوہ کوئی احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نہیں؟ جبکہ میں ستر احمد بن حنبل اور یحیی بن معین سے حدیثیں لکھ چکا ہوں ۔ یہ سن کر احمد بن حنبل نے اپنا چہرہ آستین میں چھپا لیا، اور یحیی بن معین سے کہا: اسے چھوڑو اور جانے دو۔ چنانچہ وہ ان دونوں کا مذاق اڑاتے ہوئے چلا گیا۔[29]

شریعت میں قصہ گوئی کا حکم:

وہ شخص جو علوم شریعت سے ناواقف ہو، اور صحیح اور ضعیف کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اور موضوع احادیث اور جھوٹے واقعات بیان کرتا ہو، اس کے بارے میں اہل علم کا اتفاق ہے کہ اس کیلئے قصہ گوئی کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اور اگر وہ ایسا کرے گا تو یقینا گناہگار ہو گا، اور ارباب اقتدار پر لازم ہے کہ وہ اسے قصہ گوئی اور وعظ و نصیحت کرنے سے منع کریں، جس پر انہیں یقینا اجر و ثواب ملے گا۔
تاہم وہ اہل علم جنہیں صحیح اور ضعیف کی معرفت حاصل ہو اور وہ مقبول اور مردود کے درمیان فرق کر سکتے ہوں، اور سچے اور حقیقت پر مبنی واقعات، اور من گھڑت خرافات کو الگ الگ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، ان کیلئے کوئی حرج نہیں کہ وہ وعظ و نصیحت کے دوران قرآن مجید یا صحیح احادیث میں ذکر کئے گئے قصص کو بغیر کمی بیشی کے بیان کریں، اسطرح صحابہ کرام، تابعین اور دیگر سلف صالحین
کے صحیح واقعات بھی نصیحت اور عبرت کیلئے ذکر کر سکتے ہیں۔ البتہ قصہ گوئی میں درج ذیل قواعد و ضوابط کا خیال رکھنا ضروری ہے

1۔ واعظ کا وعظ مکمل طور پر قصہ گوئی نہ ہو، بلکہ قصے اس کے وعظ کا حصہ ہوں۔

2۔ قصص صرف وہ بیان کئے جائیں جو ثابت ہوں۔

3۔ قرآن مجید سے، یا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے، پھر تابعین اور دیگر ائمہ و محدثین سے، اور ان کے واقعات اسی طرح ذکر کئے جائیں جس طرح وہ صحیح اسانید کے ساتھ معتمد کتب میں ذکر کئے گئے ہوں۔

4۔ جھوٹے واقعات بیان کرنے سے قطعی اجتناب کیا جائے، خاص طور پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی طرف من گھڑت قصے منسوب نہ کئے جائیں، کیونکہ اس شخص سے بڑا ظالم کوئی نہیں جو اللہ تعالی پر یا اس کے رسول ﷺ پر افترا پردازی کرے۔

5۔ جو شخص وعظ و نصیحت میں سچے واقعات ذکر کرتا ہو اس کا عام لوگوں میں ایک اثر ہوتا ہے، اور وہ اسے پسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہیں، ایسے میں اس پر لازم ہے کہ وہ ریاکاری، غرور اور من پسندی کو اپنے قریب نہ آنے دے، اور خالصتا اللہ تعالی کی رضا کیلئے وعظ و نصیحت کا فریضہ سرانجام دے۔

6۔ قصہ گو جب وعظ و نصیحت کرے تو اس کا سب سے پہلا مقصد اپنی اصلاح اور تزکیۂ نفس ہو، ایسا نہ ہو کہ وہ قصہ گوئی کرتے کرتے اپنے آپ کو بھلا دے، اور اس کا دل مردہ ہو جائے۔

---

[29] ابن حبان، المجروحین، ج 1 ص 65۔ 66

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

تیسرا سبب: جاہل صلحاء کی طرف سے ترغیب وترہیب:

وضع حدیث اور اس کے انتشار کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب بعض جاہل صلحاء اور صوفیاء کی طرف سے ترغیب وترغیب میں احادیث وضع کرنا ہے، اور یہ وہ لوگ تھے جو بظاہر انتہائی نیک اور عبادت گزار تھے، اور سلوک وعرفان کے اعلی مراتب پر فائز تصور کئے جاتے تھے، اور ان کا گمان یہ تھا کہ وہ وضع حدیث کا عمل کر کے دین اسلام کی خدمت سر انجام دیتے اور اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرتے ہیں کیونکہ اس سے لوگوں کے دلوں میں عبادات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے لوگوں کا احادیث وضع کرنا انتہائی خطرناک امر تھا، کیونکہ عامۃ الناس انہیں نیک وپارسا اور انتہائی سچے انسان سمجھتے تھے، اور انہیں ان کے متعلق یہ وہم وگمان بھی نہ ہوتا کہ یہ بھی جھوٹ بول سکتے ہیں یا ان سے بھی جھوٹ واقع ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح کے جاہل صلحاء بھی، جو زہد وعبادت میں معروف تھے وضع حدیث اور اس کے انتشار کے اسباب میں شمار ہوتے ہیں، اور یہ لوگ اپنی ظاہری نیکی کی بناء پر زیادہ خطرناک تھے، کیونکہ اس طرح کے لوگ جب کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو عامۃ الناس اسے فوراً قبول کر لیتے تھے، اور یوں ان لوگوں کا احادیث موضوعہ کی نشر واشاعت میں بہت بڑا کردار تھا۔

چوتھا سبب: دنیاوی اغراض ومقاصد اور ذاتی مفادات:

جہاں بعض لوگوں نے کارِ خیر اور خدمت دین تصور کرتے ہوئے احادیث وضع کیں وہاں کئی لوگوں نے محض دنیاوی اغراض ومقاصد اور ذاتی مفادات کے حصول کیلئے اس سنگین جرم کا ارتکاب کیا، اور دنیاوی اغراض ومقاصد اور ذاتی مفادات کئی قسم کے ہیں، جن کا تذکرہ ہم درج ذیل سطور میں کرتے ہیں:

- ❖ حکام کا تقرب

بعض لوگوں نے حکام وقت کا تقرب اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ان کی خواہشات کے مطابق رسول اللہ ﷺ پر افتراء پردازی کی، اور من گھڑت احادیث کو آنحضور ﷺ کی طرف منسوب کیا، اور ان لوگوں کا مطمع نظر حکام کی چاپلوسی کرتے ہوئے یا تو محض مال ومنال کا حصول تھا یا ان کی حکومت میں کسی منصب پر فائز ہونا تھا۔

اور جاہل صلحاء وعظ ونصیحت کے دوران ترغیب وترہیب کے باب میں احادیث موضوعہ کی نشر واشاعت کرتے رہے، لیکن انہیں خلفاء نے نہ منع کیا اور نہ ہی انہیں کوئی سزا دی، حالانکہ وہ اس پر قدرت رکھتے تھے جیسا کہ انہوں نے زنادقہ کا مقابلہ کیا اور انہیں کوئی سزا نہیں دی، اور اگر وہ ان وضاعین کو بھی سزائیں دیتے اور انہیں انعامات دینے کی بجائے ان کا مواخذہ کرتے تو یقیناً احادیث موضوعہ کی تعداد وہ نہ ہوتی جو آج کتب موضوعات میں موجود ہے۔[30]

---

[30] السباعي، السنۃ ومکانتھا، ص88۔ 89

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

❖ سامان تجارت کی ترویج

جن لوگوں نے دنیاوی اغراض و مقاصد کے حصول کیلئے احادیث وضع کیں ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو صرف سامان تجارت کی ترویج اور اس کی جلد فروخت کیلئے احادیث وضع کرتے تھے، جیسا کہ محمد بن حجاج نے ہریسہ (ایک قسم کا کھانا جو گوشت اور گندم کو کوٹ کر بنایا جاتا ہے) کے فضائل میں کئی احادیث وضع کر کے انہیں رسول اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا، مثلا:

"مجھے حضرت جبریل نے ہریسہ کھلایا تاکہ میں قیام لیل کیلئے اس کے ذریعے اپنی پیٹھ کو مضبوط بناؤں"۔

حضرت معاذ بن جبل نے آنحضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ کے پاس کبھی جنت کا کھانا بھی لایا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میرے پاس ہریسہ لایا گیا، میں نے اسے کھایا تو اس سے میری طاقت میں چالیس آدمیوں کی طاقت کا اضافہ ہو گیا۔[31]

اور اسی طرح وہ تمام احادیث جو بعض کھانوں مثلا دال، بینگن یا بعض پھلوں مثلا انار، انگور اور بعض سبزیوں کے متعلق بیان کی جاتی ہیں وہ سب جھوٹی اور من گھڑت ہیں، اور انہیں محض اس لئے وضع کیا گیا کہ تاکہ لوگ انہیں زیادہ سے زیادہ خریدیں اور ان چیزوں کے مالکان کو زیادہ سے زیادہ منافع حاصل ہوں۔

❖ شہرت کی خواہش

دنیاوی مقاصد میں سے ایک مقصد شہرت کا حصول تھا، چنانچہ بعض وضاعین محض اس لئے احادیث وضع کرتے تھے کہ عام لوگوں میں ان کے علم کا چرچا ہو، اور وہ ان کی توجہ کا مرکز بنے رہیں، اور اس مقصد کے حصول کیلئے ان کا "طریقہ واردات" یہ تھا کہ وہ عجیب وغریب احادیث روایت کرتے تھے جنہیں سن کر عامۃ الناس کی عقلیں دنگ رہ جاتی تھیں، اور ان میں سے بعض وضاعین ضعیف احادیث کیلئے ایسی صحیح اسانید وضع کر دیتے تھے جو لوگوں میں پہلے سے مشہور ہوتی تھیں، اور بعض وضاعین کسی صحیح حدیث کیلئے اس کی اصل سند کے علاوہ کوئی اور سند وضع کر لیتے تھے تاکہ لوگ اسے سننے کے بعد اس پر تعجب کا اظہار کریں، اور بیان کرنے والے کے علم کی گواہی دیں۔ اور ان وضاعین میں سے بعض ایسے تھے جو اُن رواۃ حدیث سے سماع کا دعوی کرتے تھے جو ان کی پیدائش سے قبل ہی وفات پا چکے ہوتے، مثلا عبد اللہ بن اسحاق الکرمانی محمد بن یعقوب سے روایت کرتا تھا، حالانکہ محمد بن یعقوب اس کی پیدائش سے نو سال پہلے فوت ہو چکے تھے[32]

❖ تکبر اور جذبہ انتقام

بعض وضاعین ایسے تھے جنہیں صرف تکبر، احساس بڑائی اور جذبہ انتظام نے وضع حدیث پر ابھارا، خاص طور پر ان میں سے کوئی وضاع جب کسی مجلس مناظرہ میں ہوتا، یا اس کی کسی شخص سے تکرار ہوتی تو وہ اپنے موقف کو منوانے اور اپنے آپ کو اونچا اور مخالف کو نیچا دکھانے کیلئے وضع حدیث کا سہارا لیتا۔[33]

---

[31] الجوزی، الموضوعات، ج3ص187۔ 189

[32] ابن عراق، تنزیہ الشریعۃ، ج1ص 15

[33] الشوکانی، محمد بن علی، الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ (القاھرۃ: دارالآثار1423ھ) ص 380

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اس کے علاوہ کچھ وضاعین ایسے بھی تھے جو محض انتقام لینے کیلئے احادیث وضع کر لیتے تھے، جیسا کہ سعد بن طریف نامی ایک وضاع نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے کو روتے ہوئے دیکھا تو اس نے اس سے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا: مجھے میرے استاد نے مارا ہے، تو سعد بن طریف نے کہا: اللہ کی قسم! میں ان استادوں کو ضرور رسوا کر کے چھوڑوں گا، پھر اس نے یہ حدیث وضع کر لی:

تمہارے بچوں کے معلمین تم میں سب سے برے لوگ ہیں، جو کہ یتیموں پر شفقت کم اور مسلمانوں پر سختی زیادہ کرتے ہیں۔[34]

خلاصہ یہ ہے کہ مختلف دنیاوی اغراض و مقاصد اور ذاتی مفادات کا حصول بھی وضع حدیث کے اسباب میں سے ایک سبب تھا اور اس کا بھی وضع حدیث کے انتشار میں ایک قابل ذکر کردار تھا۔

خلاصہ بحث:

مقالہ ہذا میں وضع حدیث کے اَسباب مقاصد، اور اثرات کا ذکر کیا گیا۔ وضع حدیث کے اَسباب کی ابتداء دو قسمیں ہیں: ایک وضع حدیث کے ظہور کے اسباب، اور وہ دو ہیں: دین اسلام سے بغض اور عداوت، سیاسی اور مذہبی اختلافات۔ دوسری وضع حدیث کے رواج پذیر ہونے کے اسباب، اور دو چار ہیں: تعصب، قصہ گوئی، ترغیب و ترہیب اور دنیاوی اغراض و مقاصد۔ ابن عراق الکنانی کے بقول زنادقہ اور ملحدین نے وضع حدیث میں سبقت حاصل کی اور اس سنگین جرم کے ارتکاب میں پہل کی، اور ان کا مقصد سادہ لوح عوام کے دلوں میں اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا اور اس میں طعن اندازی کرنا تھا، اور ان کی گھڑی ہوئی موضوعات کی تعداد بہت زیادہ ہے، جیسا کہ خود ان کا اپنا اعتراف ہے۔ فتنہ کبریٰ کے واقع ہونے کے بعد جب امت سیاسی اور مذہبی اختلافات کا شکار ہوئی تو مختلف گروہوں میں سے خود غرض اور مفاد پرست لوگوں نے اپنے مخصوص نظریات کی تائید کیلئے وضع حدیث کا سہارا لیا، اور اس سلسلے میں انہوں نے مختلف قسم کے اسالیب اختیار کئے، وضاعین نے شریعت کے تقریباً تمام ابواب میں احادیث وضع کیں، عقائد و ایمانیات ہوں یا عملی عبادات ہوں، آداب و اخلاق ہوں یا فضائل و مناقب ہوں، الغرض یہ کہ تقریباً ہر باب میں انہوں نے اپنے طور پر جھوٹی احادیث وضع کیں اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا۔ وضع حدیث میں جس گروہ نے سب سے بھیانک کردار ادا کیا وہ ہے روافض اور شیعہ کا گروہ ہے، جس کے بارے میں تمام علماء متفق ہیں کہ جھوٹ بولنے اور احادیث گھڑنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں، اور اس کا اعتراف خود شیعہ علماء بھی کرتے ہیں، مثلاً ابن ابی الحدید وغیرہ شیعہ نے وضع حدیث میں دو اسالیب اختیار کئے۔ وضع حدیث میں جہاں شیعوں کا بہت بڑا کردار تھا وہاں جاہل اہل سنت اور بنو امیہ کے نادان اعوان و انصار بھی ان کے اس جرم میں شریک ہو گئے۔ جو اسباب و عوامل وضع حدیث کے رواج پذیر ہونے میں مددگار ثابت ہوئے ان میں سر فہرست تعصب ہے، جو امت میں سیاسی و مذہبی اختلافات رونما ہونے کے بعد بھیانک شکل میں سامنے آیا، چنانچہ ایک طرف شیعہ اور بنو امیہ نے اپنے اپنے ائمہ اور نظریات کیلئے تعصب کا مظاہرہ کیا، دوسری طرف بعض جہال نے لسانی، قومی اور علاقائی تعصب کا اظہار کیا، اور اسی بناء پر انہوں نے حضور ﷺ پر افترا پردازی کی اور یوں معاشرے میں وضع حدیث جیسا سنگین جرم مروج ہوا۔ متعصبین کے علاوہ قصہ گو لوگوں کی جھوٹی قصہ گوئی، جاہل صلحاء کی طرف سے ترغیب و ترہیب اور ذاتی مفادات اور دنیاوی اغراض و مقاصد نے بھی وضع حدیث کے انتشار میں اہم کردار ادا کیا۔

[34] ابن حبان، محمد بن حبان البستی، کتاب المجروحین (الریاض: دار الصمیعی 1420ھ)، ج1 ص 66